أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

مرکز قرآن و سنہ
جماعت اسلامی کراچی

قرآن و سنت کی
تعلیم و تربیت کا ادارہ

فقہ اسلامی

اسلامی علوم کے گلدستہ کا نمایاں پھول

فقہ اسلامی کے مطالعہ کا مقصد

اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ جو قرآن و سنت کا علم حاصل کر رہے ہیں اور جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کا عزم مصمم کیا ہے اس کے اہم حصہ فقہ اسلامی کو اس طرح متعارف کرا دیا جائے کہ آپ فقہ اسلامی کی ہمہ گیریت، گہرائی، گیرائی اور بنیادی خصوصیات سے واقف ہو جائیں۔ اگر اسلامی علوم و فنون کو ایک گلدستہ سے تشبیہ دی جائے تو اس گلدستہ کا سب سے نمایاں پھول فقہ اسلامی ہے۔

فقہ اسلامی کے بارے میں ایک غلط فہمی

فقہ اسلامی قرآن مجید اور حدیث رسول سے الگ کوئی چیز ہے۔ قرآن مجید اور فقہ اسلامی، قرآن مجید اور حدیث و سنت یہ ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلو ہیں اور ایک ہی چیز کو سمجھنے کے مختلف انداز ہیں۔

قرآن مجید اور سنت رسول کی نصوص کو روزمرہ پیش آنے والے واقعات اور حقائق پر منطبق کرنا اور ان کے تفصیلی احکام کو مرتب کرنا، اور مرتب کرکے ان کے مطابق زندگی کو سنوارنا، اس پورے عمل کا نام فقہ ہے۔

فقہ اسلامی کی تدوین

فقہ اسلامی جس شکل میں آج ہمارے پاس موجود ہے اس شکل میں اس کی تیاری و ترتیب میں انسانی تاریخ کے بہترین دماغوں نے حصہ لیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں جو بہترین دماغ ہوئے ہیں، ان کا فقہ اسلامی کی ترتیب، تنظیم اور توسیع میں اتنا غیر معمولی حصہ ہے کہ دنیا کی کسی اور قوم کی تاریخ میں یا کسی اور تہذیب و تمدن میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

فقہ اسلامی یا اسلامی قانون

بعض لوگ فقہ کا ترجمہ اسلامی قانون یا Islamic Law کرتے ہیں۔ فقہ کا ترجمہ اسلامی قانون یا اسلامک لاء نہیں ہے۔ انگریزی زبان میں جس چیز کو لاء کہتے ہیں یا اردو میں جس شعبہ علم کے لیے قانون کا لفظ استعمال ہوتا ہے وہ فقہ اسلامی کے مقابلہ میں بہت محدود، انتہائی سطحی اور انتہائی ہلکی چیز ہے۔ فقہ اسلامی کا دائرہ، قانون اور لاء کے مقابلہ میں انتہائی وسیع، انتہائی جامع اور انتہائی گہرائی پر مبنی ہے۔

جو حکم یا قانون شریعت کے تفصیلی ماخذ سے ماخوذ ہوگا صرف وہی فقہ کہلائے گا۔ صرف ایسے ہی احکام کے مجموعہ کا نام فقہ ہوگا۔ یوں فقہی احکام میں سے ہر حکم کا غیر منقطع تعلق قرآن مجید اور سنت رسول سے قائم ہے۔ اگر یہ تعلق حسب قواعد و شرائط قائم ہے تو وہ حکم فقہ ہے ورنہ وہ صرف قانون ہے، فقہ نہیں ہے۔ فقہ اپنی اصل اور اپنی حقیقت کی رو سے یعنی By definition شریعت سے مربوط ہے۔

قانون تو اس ضابطے کو کہتے ہیں جو کسی حکمران نے مقرر کیا ہو اور عدالتیں اپنے مقدمات کا فیصلہ ان ضوابط کے مطابق کرتی ہوں۔ اس سرکاری اور عدالتی ضابطہ کو قانون کہتے ہیں۔ ہماری زندگی کے مشکل سے دو چار فیصد معاملات ہوں گے جو ملکی قانون کے براہ راست دائرہ میں آتے ہوں گے لیکن اس کے برعکس زندگی کا کوئی بھی کام یا عمل ایسا نہیں جو فقہ کے دائرہ میں نہ آتا ہو۔

فقہ اسلامی

شریعت نے ایک راستہ متعین کر دیا ہے کہ انسان کو کس راستے پر جانا ہے۔ اس راستے کے بنیادی خطوط اور نشانات منزل اللہ کی شریعت نے طے کر دیے ہیں۔ اللہ کی شریعت نے یہ بتا دیا ہے کہ اس راستے پر چلوگے تو کامیاب رہوگے۔ اس کے علاوہ کسی اور راستے پر چلوگے تو کامیاب نہیں رہوگے۔ اس لیے رب العالمین کی وحی نے رحمت اللعالمین ﷺ کے ذریعے پوری انسانیت کیلئے جو پیغام رحمت شریعت کی صورت میں بھیجا وہ یہ ہے کہ اس جنگل اور بیابان میں راستہ کی نشاندہی کر دی جائے کہ کامیابی اور کامرانی کا یقینی، آسان اور سیدھا راستہ یہ ہے جس کے دونوں اطراف نشانات منزل لگے ہوئے ہیں۔ یہ راستہ منزل مقصود تک پہنچا دینے کا ضامن ہے۔ اس راستہ کو عربی زبان میں شریعت کہتے ہیں۔

عربی زبان میں شریعت اس راستے کو کہتے ہیں جس پر چل کر آپ پانی کے ذخیرے تک پہنچ سکیں۔

فقہ کی تعریف

فقہ کے لفظی معنی گہری بصیرت اور گہری فہم کے آتے ہیں۔ کسی چیز کی گہری فہم کو عربی زبان مین فقہ کہتے ہیں لیکن اصطلاحی اعتبار سے فقہ سے مراد ہے شریعت کے عملی احکام کا وہ تفصیلی علم جو تفصیلی دلائل کی بنیاد پر ہو۔ یہ بات بڑی اہم ہے۔ فقہ کی تعریف میں عربی کے الفاظ ہیں: "معرفة النفس مالها وما عليها".

آدمی کا جاننا ان احکامات کا جو اس کو کرنے چاہئیں اور ان احکامات کا جاننا جن سے ان کو بچنا چاہیے۔

فقہ کے اہم ابواب اور مضامین

فقہ کے نام سے جو ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جس پر افراد عمل درآمد کریں گے۔اس حصہ میں چار چیزیں شامل ہیں:

(۱) عبادات: یعنی نماز، روزہ، زکوۃ اور حج، اور ان سے متعلقہ احکام۔

(۲) عائلی قوانین: یعنی نکاح، طلاق، وراثت اور وصیت کے احکام۔

(۳) معاملات: یعنی ذاتی خرید و فروخت، لین دین، افراد کے درمیان کاروبار، تجارت۔

(۴) معاشرتی معاملات: یعنی لوگوں کے ساتھ میل جول، تعلق، لباس، خوراک، کھانا پینا۔ یہ چار چیزیں وہ ہیں جن میں احکام شریعت اور فقہ کا ہر مسلمان ہر وقت اور ہر جگہ پابند ہے۔

دوسرا حصہ فقہ کے احکام کا وہ ہے جن پر عمل درآمد افراد کی ذاتی اور شخصی ذمہ داری نہیں- یہ وہ کام ہیں جو حکومت یا ریاست کے کرنے کے ہیں- مثال کے طور پر شریعت نے فوجداری احکام دیے ہیں، چور کا ہاتھ کاٹنے اور قاتل سے قصاص لینے کا حکم دیا ہے- شریعت نے شراب نوشی کے لیے کوڑوں کی سزا مقرر کی ہے- یہ بھی چار چیزیں ہیں:

(۱) سب سے پہلی چیز اسلام کا دستوری قانون ہے

(۲) دوسری چیز اسلام کا فوجداری قانون ہے-

(۳) تیسری چیز اسلام کا قانون ضابطہ یعنی Law Procedural ہے-

(۴) چوتھی چیز اسلام کا بین الاقوامی قانون ہے-

فقه العبادات

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْن

"اللہ جس بندے کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے".

اللہ کے نزدیک انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ

عبادت کے معنی

لغت میں عبادت کے معنی بندگی، فرماں برداری اور اطاعت گزاری کے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے ہر وہ کام عبادت ہے جو دین کا حکم سمجھ کر قرآن وسنت کی ہدایت کے مطابق اللہ کی اطاعت گزاری کے جذبے سے انجام دیا جائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی پوری زندگی اگر وہ کتاب و سنت کے مطابق ہو تو وہ عبادت ہے اور کتاب و سنت کے مطابق زندگی کے ہر معاملے میں کس طرح عمل کرنا چاہیے، یہ علم فقہ سے معلوم ہوتا ہے۔

طہارت کے مسائل واحکام

حدث اصغر سے طہارت

وضو توڑنے والی اشیاء میں سے کوئی چیز پائی جائے تو "حدث اصغر" لاحق ہوتا ہے اور حدث اصغر سے طہارت وضو سے حاصل ہوتی ہے اس صورت میں بھی اگر کسی مجبوری کی وجہ سے پانی کا استعمال مشکل ہو تو پھر تیمّم کرنے سے بھی طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

نجاست سے طہارت

یعنی نجاست سے طہارت حاصل کرنے کے لیے خود نجاست کا دور کرنا ضروری ہے خواہ وہ پانی کے ذریعے ہو یا پاک مٹی کے ذریعے ہو، پتھر ہو یا ٹشو پیپر۔ کھال وغیرہ کی دباغت (یعنی دھوپ، نمک یا کیمیکلز کے ذریعے کھال کی نجس رطوبات کو زائل کرنا) کے ذریعے ہو۔ چونکہ اس نجاست کا انسانی بدن یا دوسری اشیاء پر لگنا آنکھوں سے نظر آتا ہے اس لیے اس نجاست کو "حقیقیہ" کہا جاتا ہے۔

استنجاء کے مسائل واحکام

قَالَ رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا لَكُم بِمَنْزِلَةِ الْوالد أُعَلِّمُكُم فَإِذَا أَتَى أَحدُكُم الْغائطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ وَكَانَ يَأْمُر بِثَلَاثَةِ أَحجارٍ وينَهى عن الرَّوثَ والرِّمَّةَ

"سرکار دو عالم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایسا ہوں جیسا کہ باپ بیٹے کے لیے ہوتا ہے۔ چنانچہ میں تمہیں احکام سکھلاتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت (پاخانہ وغیرہ) کے لیے جائے تو قبلے کی طرف منہ کرے نہ پشت اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور جناب رسول اکرم ﷺ تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنے کو منع فرماتے تھے۔" (ابو داؤد)

استنجاء میں کرنے کے کام

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثُ

اور جو شخص کسی صحرا (میدان یا جنگل) میں قضائے حاجت کر رہا ہو تو اس کو مندرجہ بالا دعا ستر کھولنے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔

۴۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھیں اور اس سے نکلتے وقت دایاں پاؤں باہر نکالے۔

۵۔ قضائے حاجت اور استنجاء کے وقت سر ڈھانپے۔

استنجاء میں نہ کرنے کے کام

(۱) کسی سوراخ وغیرہ میں پیشاب نہ کرے اس لیے کہ عین ممکن ہے کہ سوراخ سے حشرات میں سے کوئی موذی جانور نکل کر اسے تکلیف پہنچادے۔

(۲) کسی راستے، قبرستان یا مسجد کے قریب ہر گز پیشاب یا پاخانہ نہ کرے۔

(۳) اسی طرح سے کسی چھاؤں میں بھی پیشاب و پاخانہ سے گریز کرے اس لیے کہ اس سے چھاؤں میں بیٹھنے والے کو تکلیف ہوگی، اسی طرح اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے جہاں لوگ موسم سرما میں دھوپ کے لیے بیٹھتے ہوں۔

وضو کے مسائل واحکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

"اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ۔ اور اپنے سروں پر مسح کرو۔ اور اپنے پیروں کو ٹخنوں سمیت دھوؤ"۔ (مائدہ:٦)

اور جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ :

لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدِكُم
إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ

اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی شخص کی نماز کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک وہ وضو کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

(رواہ البخاری و مسلم)

وضو کا معنیٰ

وضو کا لغوی معنی ہے اچھی طرح پاکیزگی اور صفائی حاصل کرنا اور اصطلاح شرع میں وضو اسے کہتے ہیں کہ پانی سے چہرہ، ہاتھوں اور پیروں کو دھونا اور سر کا مسح کرنا۔

وضو کی اہمیت

نماز وضو کے بغیر جائز نہیں اور قرآن مجید کو وضو کے بغیر چھونا جائز نہیں ہے جو شخص ہر وقت باوضو رہتا ہے تو اس کو ہر وقت باوضو رہنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے درجات بلند ہوتے رہتے ہیں۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرائض ہیں:

I. پورے چہرے کا دھونا یعنی لمبائی میں پیشانی کے ابتدائی یعنی اوپر سے لے کر تھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔

II. دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

III. چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

IV. دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتوں کا بیان

(1) دونوں ہاتھوں کو گھٹوں تک دھونا (2) ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا (3) نیت کرنا (4) مسواک کرنا اور اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت ملنا (5) کلی کرنا تین مرتبہ اگرچہ ایک چلو سے کرے (6) ناک میں پانی ڈالنا چلو سے یعنی ناک میں تین مرتبہ پانی ڈالنا (7) کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں اچھی طرح مبالغہ کرنا، اگر روزہ دار نہ ہو (8) داڑھی کا خلال کرنا ایک چلو پانی سے نیچے سے اوپر کی طرف (9) انگلیوں کا خلال کرنا (10) اعضاء کو تین مرتبہ دھونا

(11) پورے سر کا مسح کرنا (12) کانوں کا مسح کرنا (13) اعضا کو ملنا (14) پے در پے اعضاء کو دھونا (15) ترتیب سے اعضاء کو دھونا (16) دائیں طرف سے ابتداء کرنا (17) ہاتھوں کو دھوتے وقت ابتداء انگلیوں سے کرنا (18) پاؤں کو دھوتے وقت ابتداء پاؤں کی انگلیوں سے کرنا (19) سر کے مسح کی ابتداء آگے کی طرف سے کرنا (20) گردن کا مسح کرنا، نہ کہ گلے کا مسح کرنا۔

وضو میں مکروہ چیزوں کا بیان

وضو میں چھ چیزیں مکروہ ہیں۔

(۱) پانی کے استعمال میں اسراف کرنا، یعنی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا۔

(۲) پانی کے استعمال میں کمی کرنا، یعنی ضرورت سے کم پانی استعمال کرنا۔

(۳) چہرے پر پانی کا مارنا

(۴) بلاضرورت لوگوں سے باتیں کرنا

(۵) بلاعذر کے دوسروں سے مدد طلب کرنا

(٦) تین دفعہ نئے پانی سے مسح کرنا

ان چیزوں کا بیان جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

(1) خون کا ظاہر ہونا لیکن اپنی جگہ سے بہانہ ہو۔

(2) کسی دانہ کا گرنا لیکن خون یا پیپ نہ نکلا ہو۔

(3) قے (الٹی) کرنا مگر منہ بھر کر نہ ہو۔

(4) بلغم کی قے کرنا، اگرچہ زیادہ ہو۔

غسل کے مسائل واحکام

غسل کے فرائض

غسل کے تین فرائض ہیں جن میں سے کوئی ایک فرض بھی چھوٹ جائے تو غسل نہیں ہوتا، وہ فرائض یہ ہیں:

- کلی کرنا۔ اگر روزہ نہ ہو تو غرغرہ کرنا یعنی منہ میں پانی لے کر منہ میں اچھی طرح گھمانا۔
- ناک میں پانی ڈالنا (یہاں تک کہ ناک کا نرم حصہ اندر سے تر ہو جائے)
- پورے بدن پر اس طرح پانی بہانا کہ جسم میں بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں

(۱) غسل شروع کرنے سے پہلے اگر ستر ڈھکا ہو تو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ یہ نیت کرے کہ وہ طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لیے غسل کرنا چاہتا ہے۔

(۲) سب سے پہلے وضو کی طرح یہاں بھی اپنے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے۔

(۳) اگر بدن یا کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہو تو غسل کرنے سے پہلے نجاست دھو ڈالے۔

(۴) غسل کرنے سے پہلے مسنون طریقے سے وضو کرے۔ اگر کسی ایسی نشیبی جگہ میں کھڑے ہو کر غسل کر رہا ہے جہاں پانی جمع ہو رہا ہے تو پھر وضو میں ابھی پاؤں نہ دھوئے بلکہ غسل سے فارغ ہو کر دھوئے۔

(۵) اپنے پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے۔

(٦) سب سے پہلے اپنے سر پر پانی ڈالے پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر ڈالے اور اپنے پورے بدن پر پانی بہائے۔

(۷) اپنے جسم کو اچھی طرح ملے۔

غسل کی اقسام

غسل کی تین اقسام ہیں: (۱) فرض (۲) مسنون (۳) مستحب

غسل فرض کب ہوتا ہے؟

درج ذیل چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے:

(۱) جنابت کی حالت میں انسان پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۲) عورت جب حیض (ماہواری خون Menses) سے پاک ہو جائے تو اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۳) عورت جب نفاس (ولادت کے خون Delivery) سے پاک ہو جائے تو اس پر بھی غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۴) میت کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے۔

غسل مسنون کب ہوتا ہے؟

درج ذیل چار صورتوں میں غسل کرنا مسنون ہے۔

(۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔

(۲) عیدین کے دن نماز فجر کے بعد سے ان لوگوں کیلئے غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

(۳) حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا مسنون ہے۔

(۴) حج کرنے والے شخص کے لیے عرفہ کے دن زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

تیمّم کے مسائل واحکام

تیمّم کے مسائل واحکام

طہارت حاصل کرنے کا اصل ذریعہ پانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نہایت فراوانی کے ساتھ بندوں کیلئے مہیا کر رکھا ہے لیکن پھر بھی بعض صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں کہ کسی جگہ پانی میسر نہ آئے یا پانی تو موجود ہو لیکن کسی وجہ سے پانی کے ذریعے طہارت حاصل کرنا آدمی کے بس میں نہ ہو یا پانی استعمال کرنے سے شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورتوں میں اللہ نے یہ مزید فضل وانعام فرمایا ہے کہ مٹی سے طہارت حاصل کرنیکی اجازت دی اور اس کا طریقہ سکھایا تاکہ بندوں کو دین پر عمل کرنے میں کوئی تنگی نہ ہو۔

قرآن مجید میں ہے:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦

"اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو۔ بس اس پر ہاتھ مار کر اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اللہ تم کو تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا مگر وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردے تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو۔"

تیمّم کے ارکان (فرائض)

تیمّم کے دو ارکان ہیں:

(1) چہرے پر مسح کرنا (2) دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا

تیمّم کی سنتیں

تیمّم میں سات سنتیں ہیں: (1) شروع میں بسم اللہ پڑھنا (2) ترتیب (3) پے در پے اعضاء پر مسح کرنا (4) مٹی میں ہاتھ رکھنے کے بعد آگے کی طرف لے جانا (5) پھر پیچھے کی طرف لے جانا (6) دونوں ہاتھوں کو جھاڑنا (7) ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلی رکھنا۔

مسئلہ : اگر کسی شخص کا غالب گمان یہ ہے کہ وہ نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پہلے پانی کو پالے گا تو اس کے لیے تیمّم کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ : پانی کو طلب کرنا واجب ہے، تین سو سے چار سو شرعی گز تک ہر جانب امن کی صورت میں اگر امن نہ ہو تو پھر پانی کا طلب کرنا واجب نہیں۔

لیکن صحیح قول یہ ہے کہ نہ اتنا طلب کرے کہ تلاش کرنے والے کو ضرر ہو، اسی طرح اس کے ساتھیوں کو انتظار کرنے کی صورت میں تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ : اگر کسی شخص کا غالب گمان یہ ہے کہ وہ نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پہلے پانی کو پالے گا تو اس کے لیے تیمّم کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ : پانی کو طلب کرنا واجب ہے، تین سو سے چار سو شرعی گز تک ہر جانب امن کی صورت میں اگر امن نہ ہو تو پھر پانی کا طلب کرنا واجب نہیں۔

لیکن صحیح قول یہ ہے کہ نہ اتنا طلب کرے کہ تلاش کرنے والے کو ضرر ہو، اسی طرح اس کے ساتھیوں کو انتظار کرنے کی صورت میں تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ : تیمّم کو وقت سے پہلے کرنا جائز ہے، اگر نصف بدن یا اکثر زخمی ہو تو تیمّم کیا جائے گا اور اگر اکثر صحیح ہو تو اس صورت میں اعضاء کو دھویا جائے گا اور زخمی اعضاء پر مسح کیا جائے گا۔

تیمّم اور پانی (کے ذریعے اعضاء کو دھونا) دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ : جو جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں، ان چیزوں سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر تیمّم کرنے والا اتنا پانی پالے جو وضو کے لیے کافی ہو تو اس سے بھی تیمّم ٹوٹ جائے گا۔

نجاست کے مسائل واحکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ "اور اپنے کپڑوں کو پاک کیجئے۔" (المدثر)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةً مِّنْ غَيْرِ طَهُوْرٍ

"اللہ تعالیٰ بغیر پاکیزگی کے کوئی نماز قبول نہیں فرماتے۔"

(بخاری و مسلم)

نجاست کی تعریف

بدن، کپڑے یا جگہ وغیرہ کا ایسی حالت میں ہونا کہ شریعت اسے گندا خیال کرے اور اس سے پاکی حاصل کرنے کا حکم دے "نجاست" کہلاتا ہے۔

نجاست کی دو قسمیں ہیں:

(1) نجاست غلیظہ

(2) نجاست خفیفہ

نجاست غلیظہ

جیسے شراب، بہنے والا خون، مردار کا گوشت جن میں خون ہوتا ہو جن میں خون نہیں ہوتا جیسے مچھلی، ٹڈی وغیرہ تو ان کا گوشت پاک ہے، اسی طرح کھال جس کو دباغت نہ دی گئی ہو، جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا بول و پاخانہ جیسے آدمی کتے، درندے وغیرہ کی لید و بول اسی طرح بطخ، مرغی، مرغابی کی بیٹ اور جن جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے جب بدن سے کوئی چیز خارج ہو جیسے بول ولید وغیرہ۔

نجاست خفیفہ

جیسے گھوڑے کا بول ولید اور اسی طرح جن جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے بول، اسی طرح پرندوں کی بیٹ اگرچہ ان کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو۔

مسئلہ : اگر بدن یا کپڑے پر نجاست غلیظہ لگی ہو تو ایک درھم کے بقدر معاف ہے۔ اگر ایک درھم سے بڑھ جائے تو معاف نہیں ہوگا، اگر نجاست خفیفہ لگی ہو تو جس عضو پر نجاست خفیفہ لگی ہو، اس عضو پر اگر چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے، اگر چوتھائی حصے یا اس سے زائد ہو تو معاف نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر بول و پیشاب کی چھینٹیں سوئی کے سر کے برابر چھوٹی ہو تو وہ معاف ہے اگر کپڑے یا بدن کو لگ جائے۔

مسئلہ: اگر کسی چیز پر نجاست مرئیہ (یعنی وہ نجاست جو دیکھی جاسکتی ہو) لگی ہوئی ہو تو اس نجاست کی عین کے زائل ہونے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی اگرچہ اس نجاست کا اثر باقی ہو اور اس کے زائل ہونے میں مشقت ہو جیسے جما ہوا خون کپڑے میں لگا ہوا ہو اور پانی سے وہ جما ہوا خون دھو لیا جائے لیکن اس وقت خون کا اثر باقی رہ جائے (یعنی نشان خون کا) تو وہ کپڑا پاک ہو جائے گا۔

اور اگر نجاست ایسی ہو جو دیکھی نہ جاسکتی ہو تو اس کپڑے کو تین مرتبہ دھویا جائے گا اور پھر ہر مرتبہ نچوڑا جائے گا۔

مسئلہ : اگر موزوں یا جوتوں پر نجاست لگی ہوئی ہو اور وہ نجاست جسم والی ہو تو وہ موزے اور جوتے زمین یا مٹی پر رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ : اگر زمین پر نجاست لگ جائے تو وہ زمین سوکھنے سے پاک ہو جاتی ہے، اس زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے، تیمم کرنا جائز نہیں۔ اس زمین پر اگر گھاس یا درخت اگ آئے تو وہ گھاس اور درخت پاک ہوں گے۔

کتاب الصلوٰۃ

چند ضروری اصطلاحات

فرض عین: وہ فعل ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی بغیر کسی عذر کے اس کو چھوڑ دے تو وہ فاسق ہے، مستحق عذاب ہے اور جو کوئی اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

فرض کفایہ: وہ فعل ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں ہے بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں گے

واجب: وہ فعل ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے، بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑ دے اور اس جو اس کا انکار کرے وہ فاسق ہے کافر نہیں۔

سنت مؤکدہ: وہ فعل ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے یا صحابہ کرام نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر عذر کے ترک نہ کیا ہو، لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو، بلا عذر چھوڑنے والا اور ترک کی عادت بنانے والا فاسق اور گناہ گار ہے۔

سنت غیر مؤکدہ: وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ کرام نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے ترک بھی کیا ہو اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں ہے۔

مستحب: وہ فعل ہے جس کو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی، اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔

حرام: وہ فعل ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر اور اس کا بغیر عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تحریمی: وہ فعل ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اور اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے، بغیر عذر کرنے والا گناہ گار اور عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تنزیہی: وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔

مباح: وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

نماز کے مسائل واحکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ
وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾ (البقرہ:۲۳۸)

"تمام نمازوں اور بالخصوص درمیانی نماز کی محافظت (آداب و سنن کی رعایت) کرو اور اللہ کے حضور عاجز بن کر کھڑے ہوا کرو۔"

قَالَ رسولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيتم لَو أَنَّ نَهرا
بِبَاب أَحدكُم يغتسِل فِيه كلَّ يومٍ خمسا هل يبقي من
دَرنِهِ شي؟ قالُوا: لَا يبقِي من دَرَنه شيء قَالَ فَذَلك
مثلَ الصَّلَوات الْخمسِ يمحو اللّٰه بِهنَّ الْخطَايا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بتلاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو صاف فرما دیتے ہیں۔

تین اوقات ایسے ہیں جن میں فرائض ، واجبات ، سنتیں و نوافل پڑھنا جائز نہیں :

(۱) سورج طلوع ہونے کے بعد یہاں تک وہ بلند اور روشن ہو جائے۔

(۲) استوائے شمس کے وقت یعنی جب سورج آسمان کے درمیان کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے ۔

(۳) سورج کے زرد ہو جانے کے بعد یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے مگر اس دن کی عصر کی نماز پڑھنا جائز ہے لیکن کراہت کے ساتھ ۔

شرائط نماز

(۱) نماز پڑھنے والے کا بدن اور کپڑوں کا نجاست سے پاک ہونا

(۲) ستر عورت (۳) استقبال قبلہ یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا

(۴) نیت کرنا (۵) وقت کا ہونا (٦) جگہ کا پاک ہونا۔

نماز کے فرائض یا ارکان

(۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع (۵) سجود (٦) قعدہ اخیرہ بقدر تشھد کے جو اس سے زائد ہو وہ سنت ہے۔

نماز کے واجبات

(۱) سورہ فاتحہ کا پڑھنا (۲) کسی سورت یا تین آیتوں کا ملانا فرض نماز کی شروع کی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت، نوافل کی تمام رکعتوں میں (۳) سورہ فاتحہ کو سورت پر مقدم کرنا (۴) ترتیب کی رعایت کرنا یعنی قراءت اور رکوع کے درمیان (۵) قومہ کرنا (٦) جلسہ کرنا (۷) تعدیل ارکان (۸) قعدہ اولیٰ (۹) قعدہ اولیٰ میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا (۱۰) آخری قعدہ میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا (۱۱) لفظ سلام کہنا

(۱۲)التحیات پڑھنے کے بعد تاخیر کیے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جانا(۱۳)وتر میں دعائے قنوت پڑھنا (۱۴)دونوں عیدوں کی زائد تکبیریں(۱۵) تکبیر تحریمہ کہتے وقت اللہ اکبر کہنا(۱۶)امام کا جھری قراءت کرنا فجر میں مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں ، جمعہ کی نماز میں، عیدین کی نماز میں، تراویح میں، وتر میں جبکہ رمضان میں ادا کی جائے اور امام کا سری قراءت کرنا ظہر میں عصر میں مغرب کی آخری رکعت میں عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اور دن میں اگر کوئی نفل نماز پڑھ رہا ہے تو آہستہ قراءت کرے گا۔

نماز کے مفسدات

مندرجہ ذیل چیزوں میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی پائی گئ تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۱) نمازی کا نماز میں بات کرنا اگرچہ بھول کر ہو (۲) نماز میں ایسی دعا مانگنا جو ہمارے کلام کے مشابہ ہو (۳) سلام کرنا اگرچہ سہوا ہو (۴) سلام کا جواب زبان یا مصافحہ سے دینا اگرچہ سہوا ہو (۵) عمل کثیر کرنا (٦) سینہ کا قبلہ سے پھیر لینا (۷) نمازی کا منہ کے باہر سے کوئی چیز منہ میں ڈال کر کھا لینا اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ چیز پہلے سے منہ میں تھی تو اگر ایک چنہ کے مقدار کے برابر ہے اور اس کو کھا لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایک چنہ کے مقدار سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی (۸) پانی وغیرہ پینا

نماز کے مفسدات

مندرجہ ذیل چیزوں میں سے اگر کوئی ایک چیز بھی پائی گئ تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۱) نمازی کا نماز میں بات کرنا اگرچہ بھول کر ہو (۲) نماز میں ایسی دعا مانگنا جو ہمارے کلام کے مشابہ ہو (۳) سلام کرنا اگرچہ سہواہو (۴) سلام کا جواب زبان یا مصافحہ سے دینا اگرچہ سہواہو (۵) عمل کثیر کرنا (٦) سینہ کا قبلہ سے پھیر لینا

(۷) نمازی کا منہ کے باہر سے کوئی چیز منہ میں ڈال کر کھا لینا اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ چیز پہلے سے منہ میں تھی تو اگر ایک چنہ کے مقدار کے برابر ہے اور اس کو کھا لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایک چنہ کے مقدار سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی (۸) پانی وغیرہ پینا (۹) بغیر کسی وجہ کے کھنکھارنا، اف کہنا، کراہنا، آہ کرنا (۱۰) بلند آواز سے رونا درد یا مصیبت کی وجہ سے نہ کہ جنت یا دوزخ کے ذکر سے (۱۱) یرحمک اللہ کہہ کر چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا

(۱۲) بری خبری کا جواب انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دینام یا اچھی خبر کا جواب الحمد للہ سے دینا، یا عجیب چیز کا جواب لا الہ الا اللہ کہہ کر یا سبحان اللہ کہہ کر دینا (۱۳) موزے پر مسح کرنے والے کا مدت مسح کا ختم ہو جانا یا اس کے موزے کا نکل جانا (۱۴) امی کا کسی آیت کو سیکھ لینا (۱۵) برہنہ شخص کا کسی ڈھانکنے والی چیز کو پالینا (۱۶) اشارے سے نماز پڑھنے والے کا رکوع اور سجود پر قادر ہو جانا (۱۷) اللہ اکبر میں ہمزہ کو کھینچنا (۱۸) قرآن شریف میں سے دیکھ کر پڑھنا (۱۹) کشف عورت کا ہونا ایک رکن کے بمقدار (۲۰) مقتدی کا کسی رکن کو پہلے کر لینا جس میں امام شریک نہ ہوا ہو۔

جماعت کے مسائل واحکام

مدرک: وہ شخص جس کو شروع سے آخر تک کسی امام کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو مقتدی اور مؤتم بھی کہتے ہیں۔

مسبوق: وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔

لاحق: وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو کوئی حدث اصغر یا حدث اکبر ہو جائے۔

قضاء (فوت شدہ) نماز کے احکام و مسائل

(۱) فرض کی قضاء کرنا فرض ہے (۲) واجب کی قضاء کرنا واجب ہے (۳) سنتوں اور نفلوں کی کوئی قضاء نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص سنتیں اور نفل شروع کرکے توڑ دے تو اس پر ان کی قضاء کرنا واجب ہے، سنتیں اور نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں لہٰذا واجب کو توڑنے کی وجہ سے قضاء کرنا واجب ہے۔

مسئلہ : اگر کسی کی نماز فوت ہو جائے تو جب اس کو یاد آجائے تو اس وقت اس فوت شدہ نماز کو پڑھے اور اس فوت شدہ نماز کو وقت کی نماز سے پہلے پڑھا جائے گا اگر وہ شخص صاحب ترتیب ہو۔

صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو یا پانچ یا پانچ سے کم نمازیں فوت ہوئی ہوں۔

مسئلہ : تین صورتیں ایسی ہیں جن میں یہ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔

(۱) وقت کا تنگ ہونا (۲) وقت کی نماز پڑھتے وقت فوت شدہ نماز کو بھول جانا (۳) فوت شدہ نمازوں کا کثیر ہو جانا یعنی چھ نمازوں کی تعداد تک پہنچ جانا۔

مسئلہ : اگر کسی کی کئی نمازیں فوت ہو جائیں تو ان نمازوں کو اسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے وہ فرض ہوئی ہیں لیکن اگر فوت شدہ نمازوں کی تعداد پانچ سے زائد ہوں تو پھر ان میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔

زکوۃ کے مسائل واحکام

قال اللہ تعالیٰ:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ
وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ
عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: "نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو قرض دو اچھی طرح پر قرض دینا اور تم اپنے آگے جو نیکی بھیجو گے اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے۔"

(المزمل: ۲۰)

قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ {وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ } إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو مگر وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اسی مال کو ایسے سانپ کی شکل دی جائے گی (زہر کی شدت کے باعث) گنجا ہوگا، اس کے دو سیاہ نقطے ہوں گے (جو سانپ کے انتہائی زہریلا ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے)۔ وہ سانپ اس شخص کے دونوں جبڑوں کو لپٹ جائے گا اور کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں، تیرا مال ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت آخر تک تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ... الخ۔

(رواہ البخاری و مسلم)

زکوٰۃ کے معنیٰ

لغت عربی میں زکوٰۃ کے معنی "پاک کرنا" اور "نشوونما" کے ہیں

اور شریعت مقدسہ کی اصطلاح میں زکوٰۃ کے معنی ہیں:

تَمْلِيكُ مَالٍ مَخْصُوْصٍ لِمُسْتَحِقِّهِ لِشَرَائِطَ مَخْصُوْصَةٍ

کسی مستحق شخص کو مخصوص شرائط کے پائے جانے کی صورت میں مال

کے مخصوص حصے کا مالک بنا دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔"

زکوۃ کی اقسام پر اجمالی نظر

حکم کے اعتبار سے زکوۃ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) فرض۔ جیسے مال کی زکوۃ۔

(۲) واجب۔ جیسے زکوۃ الرِاس (یعنی افراد کی زکوۃ) جسے "صدقۃ الفطر" کہتے ہیں۔

پھر فرض زکوۃ بھی دو طرح کی ہے:

(۱) سونے، چاندی، اموال تجارت اور مویشیوں کی زکوۃ۔ اسے ہمارے معاشرے میں "زکوۃ" کہتے ہیں۔

(۲) زمین کی پیداوار، کھیتوں، سبزیوں اور پھلوں کی زکوۃ جسے ہمارے عرف میں "عشر" کہتے ہیں۔

زکوۃ کے فرائض ہونے کی شرائط

(مراد اس سے زکوۃ المال کی پہلی قسم سونے، چاندی اور اموال تجارت کی زکوۃ ہے)

کسی شخص پر زکوۃ فرض ہونے کے لیے درج ذیل تمام شرائط کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔ ان میں بعض شرائط تو وہ ہیں جن کا تعلق خود اس شخص سے ہے جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے اور بعض شرائط وہ ہیں جن کا اس مال میں پایا جانا ضروری ہے جس پر زکوۃ کا حکم لاگو ہوتا ہے۔

(بدائع ۶۰۲/۲)

وہ شرطیں جو شخص میں پائی جانی ضروری ہیں:

خود اس شخص میں چار شرطیں پایا جانا ضروری ہیں:

(۱) **اسلام**: مسلمان ہونا، لہٰذا کافر پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔

(۲) **حریت**: آزاد ہونا، لہٰذا غلام پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔

(۳) **بلوغ**: بالغ ہونا، لہٰذا نابالغ پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی خواہ وہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو۔

(۴) **عقل**: عقلمند ہونا، لہٰذا پاگل پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔

وہ شرطیں جو مال میں پائی جانا ضروری ہیں:

خود مال میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(ا) **ملک تام ہونا**: زکوۃ فرض ہونے کیلئے شرط ہے کہ اس مال پر "ملک تام" حاصل ہو اور کسی چیز پر ملک تام (مکمل ملکیت) کے حاصل ہونے کیلئے دو باتیں ضروری ہیں:

(الف) کسی چیز کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ وہ چیز اس کے قبضے میں ہو کہ جب چاہے اس میں کوئی بھی تصرف کرسکے۔ اگر کوئی چیز ملکیت میں تو ہے مگر ابھی اس پر مکمل قابض نہیں ہے تو زکوۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ ملک تام نہیں ہے۔

مثال: جیسے عورت کا مہر پر قبضہ کرنے سے پہلے پہلے مالک ہونا۔ ملک تام نہیں ہے۔ لہٰذا مہر پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔ البتہ اگر قبضہ کرلے تب ملک تام کی وجہ سے زکوۃ فرض ہوگی۔

(ب) کسی چیز کا مالک ہونا، لہٰذا اگر کوئی چیز صرف قبضے میں ہے لیکن اس کا مالک نہیں ہے تب بھی زکوۃ فرض نہیں ہوتی کیونکہ ملک تام نہیں ہے۔

مثال: جیسے مسلمان کے پاس امانت کے طور پر کسی کی رقم رکھی ہوئی ہو۔- یہ رقم مسلمان کے قبضے میں تو ہے مگر چونکہ اس کی ملکیت نہیں ہے لہٰذا اس پر ملک تام نہیں ہے۔

(۲) مال کا نصاب کے بقدر ہونا

وہ مال جس کا آدمی مالک ہو، نصاب زکوۃ کی بقدر ہو۔ اگر مملوکہ مال نصاب کی مقدار سے کم ہے تب بھی زکوۃ فرض نہیں ہے۔

نصاب کی مقدار: ساڑھے باون (52-½) تولہ چاندی یا ساڑھے سات (7½) تولہ سونا یا سامان تجارت جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر ہو۔

(۳) حاجت اصلیہ سے زائد ہونا

بقدر نصاب مال کا انسان کی "حاجت اصلیہ" (یعنی ضروریات زندگی) سے زائد ہونا لہٰذا وہ مال جو انسان کی "حاجت اصلیہ" میں شامل ہو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔

(۴) حاجت اصلیہ کی تشریح

حاجت اصلیہ سے مراد انسانی زندگی کی وہ ضرورت ہے جسے اگر پورا نہ کیا جائے تو اس کے ہلاکت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو۔ ایسی ضرورت کے لیے کام آنے والی اشیاء درج ذیل ہیں:

(i) رہائشی مکان (ii) نان و نفقہ (iii) سردی اور گرمی سے بچاؤ کیلئے بدن کے کپڑے (iv) حفاظت کی غرض سے خریدا ہوا اسلحہ، بندوق، رائفل وغیرہ۔

یہ چیزیں نہ ہوں تو واقعتاً انسان کے ہلاکت میں پڑ جانے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔

اور بعض ایسی چیزیں بھی "حاجت اصلیہ" میں شامل ہوتی ہیں جن کا براہ راست انسانی زندگی کو ہلاکت سے بچانے کے ساتھ تعلق تو نہیں ہے مگر ان کے نہ ہونے کی صورت میں ہلاکت کا کم از کم امکان ضرور رہتا ہے کسی نہ کسی درجہ میں ان سے محروم شخص بھی ہلاک ہی تصور کیا جاتا ہے۔ جیسے:

- **قرض کا ہونا**- چنانچہ مقروض کے پاس اگرچہ نصاب کی بقدر مال و دولت ہو مگر اسے بھی حاجت اصلیہ میں مشغول تصور کیا جائے گا کیونکہ مقروض کو کبھی قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا اور جیل کی ہوا کھانا پڑتی ہے جو ایک طرح سے ہلاکت ہے اور یہ مال اسی ہلاکت سے دفاع کا سبب بن سکتا ہے لہٰذا یہ حاجت اصلیہ میں شامل ہے۔
- آلات صنعت و حرفت جسے آدمی اپنے روزگار کیلئے استعمال کرتا ہے۔
- گھر کا سامان جیسے برتن فرنیچر وغیرہ جو روزمرہ استعمال میں آتا ہے۔
- سواری جس کے ذریعے انسان روزگار علاج معالجہ اور بہت سی ضروریات میں فائدہ حاصل کرتا ہے۔
- **دینی کتب**۔ کیونکہ ان کے نہ ہونے کی صورت میں جہل باقی رہتا ہے جو علماء کے ہاں ایک طرح کی ہلاکت ہے، علم کے بغیر تو انسان محض چوپایہ ہے۔

(۵) مال کا "فارغ عن الدین" ہونا

مال کا "دین" سے خالی ہونا۔ اگر کسی شخص کے پاس نصاب کی بقدر مال موجود ہو مگر اس پر "دین" بھی ہے تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔

(٦) مال کا "نامی" ہونا

نامی "نمو" سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، مطلب یہ ہے کہ مال ایسا ہو جو بڑھنے والا ہو، خواہ وہ حقیقتاً بڑھتا ہوا نظر آئے جیسے جانور مویشی وغیرہ توالد وتناسل کے ذریعے بڑھتے رہتے ہیں، خواہ وہ تقدراً بڑھتا ہو کہ اگر بڑھانا چاہیں تو اسے بڑھا سکیں جیسے سونا، چاندی (خواہ کسی بھی شکل میں ہو) اور روپے پیسے وغیرہ (خواہ کسی ملک کی رائج الوقت کرنسی ہو)۔

لہٰذا وہ چیزیں جو نامی نہیں ہیں جیسے ہیرے جواہرات، موتی، یاقوت، زبرجد وغیرہ اگر تجارت کیلئے نہ ہوں تو ان پر زکوۃ نہیں ہے، ان کا حکم عروض (سامان) کی طرح ہے البتہ اگر تجارت کیلئے ہوں تو زکوۃ فرض ہوگی۔

زکوۃ ادا کرنا کب فرض ہوتا ہے

مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ اگر نصاب کی بقدر مال پر چاند کے حساب سے مکمل ایک سال گزر جائے تو زکوۃ کا ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ فقہی زبان میں اس شرط کو "حولان حول" (یعنی سال کا گزر جانا) کہتے ہیں۔

☆ یہ مسئلہ خوب دلنشین رہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کے واجب ہونے کیلئے سال کے شروع اور آخر میں نصاب کا کامل ہونا ضروری ہے، درمیان سال میں نصاب چاہے کم ہو جائے بشرطیکہ درمیان سال میں نصاب بالکل ختم نہ ہوا ہو۔

(۱) کسی شخص کے پاس یکم محرم ۱۴۲۳ھ کو مکمل نصاب موجود ہو، ربیع الاول ۱۴۲۳ھ کو اس کے پاس نصاب سے کم مال رہ گیا، بالکل ختم نہیں ہوا، یکم محرم ۱۴۲۴ھ کو پھر مکمل نصاب تھا تو چونکہ سال کے آغاز اور اختتام میں مکمل نصاب کا مالک ہے لہٰذا اس پر زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔

(۲) کسی شخص کے پاس یکم ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ میں مکمل نصاب تھا، ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ کو نصاب بالکل ختم ہوگیا پھر ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ کو نصاب کی بقدر مال کا مالک بن گیا، یہاں تک کہ یکم ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ کو مکمل نصاب کا مالک تھا تو اس شخص پر اس تاریخ کو زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ جب نصاب پر سال شروع ہوا تھا ۱۰ ربیع الاول کے دن نصاب بالکل ختم ہوگیا تھا لہٰذا زکوۃ کا حکم ساقط ہوگیا۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ کو دوبارہ نصاب مکمل ہوا تو سال کا آغاز ہوگیا پھر ۲۰ ربیع الاول سے کیا جائے گا چنانچہ آئندہ سال ۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ تک نصاب رہا چاہے اس درمیان کم ہوگیا ہو تو آئندہ سال مذکورہ تاریخ کو زکوۃ فرض ہوگی بشرطیکہ اس درمیان میں بھی نصاب بالکل ختم نہ ہوا ہو۔

"مال مستفاد" کا حکم

اگر سال کے آغاز میں کسی شخص کے پاس نصاب کی بقدر مال ہو تو اس پر زکوۃ فرض ہو جاتی ہے۔ اب آئندہ سال نصاب پر مقررہ تاریخ (جس تاریخ سے نصاب شروع ہوا تھا) کو جب زکوۃ کا ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اس تاریخ سے پہلے پہلے اسی مال کی جنس میں سے اس شخص کو جو مال حاصل ہوتا رہا ہے اس کو "مال مستفاد" کہتے ہیں۔ خواہ یہ مال کسی بھی طریقے سے اس کی ملکیت میں آیا ہو خواہ ہبہ (Gift) کے ذریعے یا میراث کے ذریعے یا تجارت کے ذریعے یا ماہوار تنخواہ کے ذریعے۔

اس مال کا حکم یہ ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کی تاریخ سے پہلے پہلے جو مال بھی حاصل ہوا اسے اسی نصاب زکوۃ کے ساتھ شامل کرتے ہوئے مجموعی رقم پر زکوۃ فرض ہوگی۔

یاد رہے کہ سونا چاندی، رائج الوقت کرنسی اور مال تجارت شریعت کی نظر میں ایک ہی جنس ہے البتہ جانور دوسری جنس ہے۔

زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی شرائط

زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے دو شرطیں ہیں:

(۱) نیت (۲) تملیک

پہلی شرط: زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے جس میں تفصیل یہ ہے:

(i) جب زکوۃ کی رقم اپنے مال سے الگ کرکے رکھے تو نیت کرلے کہ "میں زکوۃ کی نیت سے رقم الگ کررہا ہوں" پھر جب مستحق زکوۃ شخص کو زکوۃ ادا کرے تو دوبارہ زکوۃ دینے کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

(ii) جس وقت زکوۃ کی رقم اپنے مال سے الگ کرکے رکھی اس وقت تو زکوۃ کی نیت نہیں کی تواب مستحق شخص کو زکوۃ دیتے وقت نیت کرلے۔

(iii) اگر کوئی شخص براہ راست کسی مستحق کو نہیں دینا چاہتا بلکہ کسی نمائندہ وکیل کے ذریعے مستحق کو زکوۃ کی رقم دینا چاہتا ہے تو اگر اس شخص نے پہلے نیت نہیں کی تو وکیل کو رقم دیتے وقت نیت کرلے پھر وکیل مستحق زکوۃ کو زکوۃ دیتے وقت نیت کرے یا نہ کرے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

خلاصہ

مذکورہ بالا تین موقعوں میں سے کسی ایک موقع پر نیت کرنا شرط ہے، اگر کسی بھی موقع پر زکوۃ کی نیت کرلی تو شرط پورا ہونے کی وجہ سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

اگر کسی بھی موقع پر نیت نہیں کی اور زکوۃ کی وہ رقم ابھی تک مستحق شخص کے پاس موجود ہے اس نے خرچ نہیں کی تو اب بھی موقع ہے نیت کرلینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ۔ سال مکمل ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کرنا جائز ہے، اسی طرح اگر کئی سالوں کی زکوۃ پیشگی ادا کردی جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ - زکوۃ کے صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ فقیر کو بھی یہ علم ہو کہ میں جو مال لے رہا ہوں یہ زکوۃ کا ہے بلکہ زکوۃ کا مال آپ اس کو ہبہ وغیرہ کے نام سے بھی دے سکتے ہیں۔

مسئلہ - قرض مال جو کہ قابل وصول ہو، وصول ہونے کے بعد اس کی زکوۃ ادا کی جائے گی یعنی اگر مثلا تین سال بعد وصول ہوا تو گزشتہ تین سالوں کی زکوۃ اس قرض مال میں سے ادا کی جائے گی لیکن اگر وہ ہر سال دیتا رہا وصول ہونے سے پہلے تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ - مہر کا مال، وصیت، بدل خلع، دیت کا مال وغیرہ اگر مذکورہ چیزوں کی مالیت نصاب تک پہنچتی ہے اور قبضے میں آنے کے بعد اس پر ایک سال گزر جائے تو پھر اس پر زکوۃ واجب ہو گئی، اگر وہ پہلے سے صاحب نصاب نہیں تھا۔

مسئلہ - مال الضمار: یعنی وہ مال جس کے ملنے کی امید نہیں مثلاً مال کو کسی جنگل میں دفن کیا اور جگہ بھول گیا یا مال کو کسی ایسے شخص کے پاس بطور امانت رکھا لیکن اب اس شخص کو نہیں جانتا یا کسی کو مال بطور قرض دیا اور وہ انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں، ایسا مال اگر مل جائے مالک کو تو مالک پر پچھلے سال کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں یعنی تین یا چار سال بعد مل گیا حالانکہ ملنے کی امید نہ تھی تو پچھلے تین یا چار سالوں کی زکوۃ اس کے ذمہ واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ - اگر کسی کے پاس سو تولہ چاندی ہے تو سال گزرنے کے بعد یا تو اس چاندی میں سے ڈھائی تولہ چاندی زکوۃ میں دے یا ڈھائی تولہ کی قیمت زکوۃ میں دے یا ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت سے کوئی مکیلی یا موزونی چیز خرید کر زکوۃ میں دے، اسی طرح سونے میں بھی کر سکتا ہے۔

مسئلہ - سونے، چاندی کے برتن، زیورات پر زکوۃ واجب ہے اگر نصاب کے بقدر ہے۔

مسئلہ - جواہرات اور موتیوں پر زکوۃ واجب نہیں لیکن تجارت کے لیے ہیں تو پھر زکوۃ واجب ہو گئ، اسی طرح کرائے کے مکانات، مشینری وغیرہ پر بھی زکوۃ واجب نہیں، اگر مشینری تجارت کے لیے خریدی ہے تو بھی زکوۃ واجب ہو گئ۔

مسئلہ - اگر سال گزرنے کے بعد کسی کا مال ہلاک ہو جائے تو زکوۃ اس پر سے ساقط ہو جائے گی لیکن اگر خود ہلاک کردے تو زکوۃ اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہو گی۔

مسئلہ - زکوۃ کے وجوب کو ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ - جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں دینا واجب ہے۔

مسئلہ - سونا، چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو مثلاً جیسے چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا، اگر چاندی زیادہ ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے بلکہ رانگا سمجھیں گے، لہٰذا اگر اس کا کاروبار کرتا ہے تو زکوۃ واجب ہو گئی ورنہ نہیں۔

مسئلہ - اگر کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے اور نہ پوری مقدار چاندی کی بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہے، اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر نہیں ہوتی تو زکوۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۔اگر کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ تجارت کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھا جائے گا، اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہو گی اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوۃ واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ ۔ کسی غریب آدمی پر تمہارے دس ہزار روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوۃ بھی دس ہزار روپے یا اس سے زیادہ ہے، اس کو (یعنی مقروض کو) اپنا قرضہ زکوۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، البتہ اس کو دس ہزار روپے زکوۃ کی نیت سے دے تو زکوۃ ادا ہو گئی اب یہی روپیہ اپنے قرضہ میں اس سے لینا درست ہے۔

مسئلہ : زکوۃ دینے والا اپنا زکوۃ کا مال مذکورہ بالا سات قسم کے لوگوں میں تھوڑا تھوڑا بانٹنا بھی اس کیلئے جائز ہے یعنی تھوڑا مال فقیر کو، تھوڑا سا مسکین، تھوڑا سا قرض دار، تھوڑا سا ابن السبیل، تھوڑا سا مجاہد وغیرہ کو دیا تو یہ جائز ہے اور اگر اپنا تمام مال ایک قسم کے لوگوں کو دیا مثلاً اپنا زکوۃ کا مال صرف فقراء میں یا مساکین میں تقسیم کر دیا تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲ : رضاعی، بیٹا/بیٹی، اسی طرح رضاعی باپ، ماں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

جن کو زکوۃ دینا جائز نہیں

(۱)کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں (۲)مالدار یعنی جو کہ نصاب کا مالک ہے، اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں (۳)وہ نابالغ بچہ کہ جس کا باپ مالدار ہے اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں (۴)اصل یعنی باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا اوپر تک اسی طرح ماں دادی، پردادی اوپر تک، نانی، پرنانی اوپر ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔ فروع یعنی اپنی اولاد اور پوتے پڑپوتے، نواسے نیچے تک ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔

(5) بیوی کو دینا جائز نہیں (6) شوہر کو زکوۃ دینا جائز نہیں (7) زکوۃ کے مال سے مسجد بنانا یا کسی لاوارث مردے کا گور و کفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا جائز نہیں یعنی زکوۃ کے مال سے مدرسہ کی تعمیر کرنا وغیرہ یہ جائز نہیں ہے، جب تک کسی مستحق کو نہ دے دیا جائے زکوۃ ادا نہ ہو گی۔

مسئلہ :

دادا، دادی، نانا، نانی اوپر تک اسی طرح بیٹا/بیٹی نیچے تک ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں لیکن ان کے علاوہ سب رشتہ داروں کو زکوۃ دینا جائز ہے جیسے بہن، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، ساس، سسر وغیرہ سب کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

مسئلہ : ایک شخص کو مستحق (فقیر) سمجھ کر زکوۃ دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سید ہے یا اندھیری رات میں کسی کو زکوۃ دی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں تھی یا بیٹی تھی یا اور کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوۃ دینا جائز نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوۃ ادا ہو گئی دوبارہ زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں، لیکن زکوۃ لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ زکوۃ کا روپیہ ہے اور میں زکوۃ لینے کا مستحق نہیں تو اس کو نہ لے بلکہ واپس کر دے زکوۃ دینے والے کو لیکن اگر زکوۃ دینے والے کو معلوم ہو جائے کہ جس کو زکوۃ دی ہے وہ کافر ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی بلکہ پھر زکوۃ ادا کرے۔

مسئلہ : زکوۃ صدقات دینے میں سب سے زیادہ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہیے۔ پہلے ان ہی لوگوں کو زکوۃ دینی چاہیے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ "قرابت والوں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے"۔

ایک تو خیرات کا، دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے کا پھر جو کچھ ان سے بچ جائے وہ اور لوگوں کو دینا چاہیے۔

مسئلہ : سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں میں سے جو غریب ہیں ان کو زکوۃ دینی چاہے، اگر ان میں کوئی غریب نہیں تو پھر پڑوسیوں میں جو غریب ہوں ان کو زکوۃ دینی چاہیے، اگر ان میں بھی کوئی غریب نہیں تو پھر اہل محلّہ میں جو غریب ہیں ان کو زکوۃ دینی چاہیے، اگر ان میں بھی کوئی غریب نہیں تو پھر ہم پیشہ لوگوں کو زکوۃ دے، اگر ان میں بھی کوئی غریب نہیں تو پھر اس شہر میں جو غریب ہیں ان کو زکوۃ دے یعنی اپنے شہر والوں میں سے جو غریب ہوں ان کو زکوۃ دے۔

صدقہ فطر کے مسائل واحکام

صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان بالغ پر جو کہ نصاب کا مالک ہو اگرچہ اس نصاب پر ایک سال نہ گزرا ہو اور یہ نصاب حوائج اصلیہ اسی طرح اہل و عیال کی حاجت اور قرض سے زائد ہو۔

مسئلہ : آدمی صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے ادا کرے گا، اگر چھوٹے بچے امیر ہیں تو پھر باپ ان بچوں کے مال سے ان کا صدقہ فطر ادا کرے گا۔

مسئلہ : مختار یہ ہے کہ اگر باپ غریب ہو یا اس کا انتقال ہو چکا ہو تو دادا اپنے پوتوں کا (نابالغ) صدقہ فطر ادا کرے گا، اگر دادا صاحب نصاب ہے۔

مسئلہ : باپ پر اپنے بالغ اولاد اور بیوی کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں لیکن اگر ادا کر دیا تو ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ : صدقۃ الفطر کی مقدار: نصف صاع (پونے دو سیر) گندم (گیہوں) یا آٹا یا ستو یا مذکورہ چیزوں کی قیمت یا ایک مکمل صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور یا جو یا کشمش۔

☆ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ احتیاطاً دو سیر گندم یا آٹا یا آٹے کا ستو دینا چاہیے یا اس کی قیمت دینی چاہیے۔

مسئلہ : عید کے دن صبح صادق کے طلوع ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، اگر کوئی صبح صادق کے آنے سے پہلے مر گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اسی طرح اگر کوئی صاحب نصاب عید کے دن صبح صادق سے پہلے فقیر ہو گیا تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر کوئی صبح صادق کے بعد عید والے دن پیدا ہوا یا مسلمان ہوا یا صاحب نصاب ہوا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ : بہتر یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کیلئے عیدگاہ میں جاتے ہیں، اسسے پہلے ہی صدقہ فطر دے دے، اگر پہلے نہ دیا تو بعد میں دے۔

مسئلہ : اگر کسی نے صدقہ فطر رمضان میں ادا کر دیا تو تب بھی ادا ہو گیا، دوبارہ دینا واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر کسی نے عید کے دن صدقہ فطر ادا نہیں کیا تو معاف نہیں ہوا اب کسی دوسرے دن ادا کریں بہر حال صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ : اگر عورت صاحب نصاب ہے تو صرف اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، کسی اور کی طرف سے یعنی نابالغ اولاد، ماں باپ اور شوہر کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ : جس نے رمضان کے روزے رکھے اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور جس نے نہیں رکھے اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔

مسئلہ : اگر ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے یا تھوڑا تھوڑا کرکے کئی فقیروں کو دیں دونوں باتیں جائز ہیں۔

مسئلہ : صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔

روزہ کے مسائل واحکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

"اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

(البقرہ: ۱۸۳)

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے، اول اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، دوم نماز قائم کرنا، سوم زکوۃ ادا کرنا، چہارم بیت اللہ شریف کا حج کرنا، پنجم رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری، مسلم)

"روزہ" کا معنی

روزہ کو عربی میں "صوم" کہتے ہیں اور صوم کا لغت میں معنی ہے "الامساک" یعنی رک جانا اور شریعت کی اصطلاح میں اس کا معنی ہے کہ:

اَلْاِمْسَاكُ عَنِ الْمُفَطِّرَاتِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ اِلَى غُرُوْبِ الشَّمْسِ مَعَ نِيَّةِ الصَّوْمِ

"طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے مفطرات ثلاثہ (کھانے پینے اور بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کرنے) سے رک جانا "روزہ" کہلاتا ہے۔

کس شخص پر رمضان کے روزے فرض ہوتے ہیں؟

روزہ فرض ہونے کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، جس شخص میں یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اس پر روزہ فرض ہو جاتا ہے:

(۱) مسلمان ہونا لہٰذا کافر پر روزہ فرض نہیں ہے

(۲) بالغ ہونا لہٰذا نابالغ پر روزہ فرض نہیں ہے۔

(۳) عاقل ہونا۔ لہٰذا مجنون پر روزہ فرض نہیں ہے۔

رمضان کے روزوں کے صحیح ہونے کی شرائط

(۱) نیت کرنا

(۲) حیض و نفاس کا نہ ہونا۔

روزوں کا حکم:

اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے جو روزے ذمہ پر لازم کیے گئے ہیں ان سے ذمہ بری ہونا اور آخرت میں ثواب کا پانا۔

روزوں کی اقسام: روزوں کی چھ اقسام ہیں:

(۱) فرض (۲) واجب (۳) مسنون (۴) مندوب (۵) نفل (۶) مکروہ۔

(۱) **فرض**: رمضان کے روزے خواہ اداہو یا قضاء، کفارات کے روزے اور نذر کے روزے۔

(۲) **واجب** : نفل روزے کی قضا کہ جس کو فاسد کر دیا گیا ہو۔

(۳) **مسنون**: نو اور دس محرم الحرام کا روزہ۔

(۴) **مندوب**: ایام البیض یعنی تیرا، چودہ، پندرہ کو روزہ رکھنا اور پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا، شوال کو چھ روزے رکھنا اسی طرح ہر وہ روزہ جس کے رکھنے کو کہا گیا ہو اور اس کے رکھنے پر ثواب کا وعدہ کیا گیا ہو وہ مندوب ہے جیسے داؤد علیہ السلام کا روزہ۔

(۵) **نفل**: مذکورہ روزوں کے علاوہ روزہ رکھنا لیکن ان دنوں میں نہ رکھا جائے جن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(٦) **مکروہ**: اسکی دو قسمیں ہیں (۱) مکروہ تنزیہی (۲) مکروہ تحریمی۔

مکروہ تنزیہی: جیسے صرف یوم عاشورہ والے دن روزہ رکھنا۔

مکروہ تحریمی: جیسے عیدالفطر و عیدالاضحیٰ کو روزہ رکھنا، ایام تشریق کو روزہ رکھنا۔ اسی طرح مسلسل روزہ رکھنا درمیان میں کچھ کھائے بغیر جیسے صوم الوصال کہا جاتا ہے اگرچہ دو دن ہو، اسی طرح صوم الدھر بھی مکروہ ہے۔

(ا) وہ روزہ جن میں رات کو نیت کرنا شرط نہیں بلکہ نصف النہار الشرعی (یعنی طلوع الفجر سے لے کر غروب آفتاب کے درمیان کا وقت تک) نیت کرنا ضروری ہے جیسے رمضان کے روزے جب ماہِ رمضان میں رکھے جائیں، اسی طرح نذر معین کی نیت، اسی طرح نفلی روزے۔

مسئلہ : اگر ماہ رمضان میں یا نذر معین میں مطلق روزے کی نیت کی یا نفل کی نیت کی تو رمضان کا روزہ ہی ادا ہوگا، اسی طرح اگر نذر معین والے دن نفل کی نیت کی یا مطلّقانیت کی تو نذر معین ہی کا روزہ ہوگا۔

(۲) وہ روزہ کہ جن میں رات کو نیت کرنا ضروری (شرط) ہے رمضان کے قضاء کے روزے، اگر نفلی روزہ فاسد کردیا تو اس کی قضاء ادا کرنے میں رات کو نیت کرنا ضروری ہے، اسی طرح کفارات کے روزے اور نذر مطلق کا روزہ۔

مسئلہ: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں یہ دھیان ہو کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہم بستر ہوا تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے کہہ دے کہ یا اللہ! میں کل روزہ رکھوں گا یا عربی میں کہہ دے، وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ تو بھی کچھ حرج نہیں، یہ بھی بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکا رہا لیکن دل میں روزے کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہ لگی یا کسی اور وجہ سے کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا، اگر دل میں روزے کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

قضا روزے کے مسائل واحکام

مسئلہ : حیض کی وجہ یا اور کسی وجہ سے روزے جاتے رہے ہوں، رمضان کے بعد جہاں تک ہوسکے جلدی سے اس کی قضا رکھے، بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔

مسئلہ : قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے، اگر صبح ہوجانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہ ہوگی بلکہ وہ روزہ نفل ہوگیا، قضا کا روزہ پھر سے رکھے۔

مسئلہ : کفارہ کے روزہ کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہیے، اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ نہیں ہوا۔

مسئلہ : جتنے روزے قضا ہوگئے ہیں، چاہے سب ایک ساتھ یا تھوڑے تھوڑے کرکے رکھے، دونوں باتیں درست ہیں۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ان کے مسائل واحکام

مسئلہ : اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا یا پی لے یا بھولے سے عورت سے ہم بستر ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں گیا اگر بھول کر پیٹ بھر کر کھا پی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا، تب بھی روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ : کسی شخص کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقتور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلانا واجب ہے اور اگر کوئی طاقتور نہ ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اسکو یاد نہ دلاؤ کھانے دو۔

مسئلہ : دن کو سو گیا اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہو گئی، تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ : دن کو سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے، اس سے روزے میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

مسئلہ : حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ ہی آپ دھواں یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا، البتہ قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ : دانتوں میں گوشت کا ریشہ وغیرہ اٹکا ہوا تھا، اس کو خلال سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ وہ چیز حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو جاتا رہا، البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا، چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ :

اگر پان کھا کر اچھی طرح سے منہ صاف کرلیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔

مسئلہ :

رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا، دن کو نہایا تب بھی روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا، البتہ اس کا گناہ الگ ہو گا۔

روزہ کاٹوٹ جانا اور قضاء لازم آنے کے مسائل واحکام

مسئلہ : منہ میں پان دبا کر سو گیا اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا، قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ : کلی کرتے وقت حلق میں خطاءً پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر آپ ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا، چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ، البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر قے کی تو روزہ جاتا رہا اور اگر تھوڑی سی ہوئی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔

مسئلہ : تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی، تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا، البتہ اگر قصداً گوٹا دیتا ہے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ : کسی نے کنکری یا لوہا وغیرہ ایسی چیز کھالی جس کو لوگ عام طور پر نہیں کھاتے تو نہ اس کو بطور دوا استعمال کرتے ہیں تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں لیکن اگر ایسی چیز کھالی یا پی لی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھانے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ : روزے میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں، اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ : منہ سے خون نکلتا ہے، اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا، البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ : کسی نے بھولے سے کچھ کھا لیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھا لیا تو اب روزہ جاتا رہا، فقط قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر کسی کو قے ہوئی اور وہ یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، اس گمان پر پھر قصدا کھانا کھایا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ : کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی، اس لیے کھاتا پیتا رہا، اس پر کفارہ واجب نہیں ہے، کفارہ جب ہے جبکہ نیت کرکے توڑ دے۔

روزہ کے ٹوٹ جانے اور قضاء و کفارہ کے لازم آنے مسائل واحکام

مسئلہ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر کھالے یا پی لے یا کوئی دوا لے لے تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ : کچا گوشت اور ارمنی مٹی کھانے سے بھی قضاو کفارہ واجب ہوتا ہے، اسی طرح کم مقدار میں نمک کھانے سے اپنی زوجہ یا دوست کا لعاب نگلنے سے بھی قضاء و کفارہ واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ : روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جبکہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو، البتہ اگر اس روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آگیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر سرمہ لگایا یا فصد کی یا تیل ڈالا یا غیبت کی یا بیوی کا بوسہ لیا یا گلے لگایا لیکن انزال نہیں ہوا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصدا کھالیا تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

روزہ میں کون سی چیزیں مکروہ ہیں، مسائل واحکام

مسئلہ : اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ سالن میں نمک پانی درست نہ ہوا تو ناک میں دم کردے گا، اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

مسئلہ : اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے

مسئلہ :

کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے، اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے، چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی، اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

مسئلہ : رمضان کے مہینہ میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے، سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے اسی طرح اگر حیض والی عورت یا نفاس والی عورت طلوع فجر کے بعد پاک ہو گئی تو اسے بھی سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، اسی طرح اگر بچہ بالغ ہو جائے یا کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر بھی واجب ہے کہ وہ نہ کھائے نہ پیے اور آخری دونوں پر روزہ کی قضاء واجب نہیں ہے۔

کفارے کے مسائل واحکام

مسئلہ : رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے برابر لگاتار روزے رکھے، تھوڑے تھوڑے کرکے روزے رکھنا درست نہیں، اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے ہاں جتنے روزے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں، وہ معاف ہیں، ان کے چھوٹ جانے سے کفارے میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن پاک ہونے کے بعد فوراً پھر روزے رکھنا شروع کردے اور ساٹھ روزے پورے کرے۔

مسئلہ : نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے، پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا، سب روزے پھر سے رکھے۔

مسئلہ : اگر دکھ بیماری کیوجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کردے۔

مسئلہ : اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آگیا، تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ : اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کے کھانا کھلادے، جتنا ان کے پیٹ میں سمائے خوب تنکر کھالے۔

مسئلہ : ان مسکینوں میں اگر بعض بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں بلکہ ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلائے۔

مسئلہ : اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی سوکھی بھی کھلانا درست ہے اور اگر جو، باجرہ جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھالے۔

مسئلہ : اگر کھانا نہ کھلائے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے، ہر ایک مسکین کو اتنا دے دے جتنا صدقہ فطر دیا جاتا ہے، صدقہ فطر کی مقدار پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر کھجور یا کشمش یا جو ہے۔

مسئلہ : اگر اتنے اناج کی قیمت دے دیں تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ : اگر کسی اور سے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کرو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلادیا یا کچا اناج دے دیا، تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر اس کے کہے بغیر کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ : اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلادیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دے دیں تو تب بھی کفارہ صحیح ہے۔

مسئلہ : اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں، یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ : اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کرکے ایک فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں، اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ دفعہ کرکے دے دیا، تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا ایک کم ساٹھ مسکینوں کو پھر دینا چاہیے، اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے، یعنی ایک دو میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ : اگر کسی فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ : اگر ایک ہی رمضان کے دو یا تین روزے توڑ ڈالے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے، البتہ اگر یہ دونوں روزے ایک ہی رمضان کے نہ ہوں تو الگ الگ کفارہ دینا پڑے گا۔

ان صورتوں میں روزہ توڑ دینا جائز ہے

مسئلہ : اچانک ایسا بیمار پڑ گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان پر بن آئے گی یا بیماری بہت بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے جیسے دفعتہً پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بیتاب ہو گیا یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑنا درست ہے۔ ایسے میں اگر ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ : حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئ جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ : کھانا پکانے کی وجہ سے بے حد پیاس لگی اور اتنی بیتابی ہو گئ کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئ تو گنہگار ہو گی۔

ان صورتوں میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے

مسئلہ : اگر ایسا بیمار ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں صحت یاب ہوگا یا جان باقی نہ رہے گی تو روزہ نہ رکھے، جب اچھا ہو جائے تو اس کی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار حکیم طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہیے۔

مسئلہ : اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں، فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

مسئلہ : اگر حکیم نے تو کچھ نہیں کہا لیکن خود تجربہ کار ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے، اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس کا بیماری سے کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں، اگر دیندار حکیم کے بغیر بتلائے اور اپنے تجربے کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا، اگر روزہ نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ : اگر بیماری سے اچھا ہو گیا لیکن ضعف باقی ہے اور یہ گمان غالب ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو پھر بیمار ہو جائے گا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ : اگر بیماری سے اچھا نہیں ہوا یا اسی میں مر گیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا، مسافرت ہی میں مر گیا تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں، آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔

مسئلہ : اگر راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہا، البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

اعتکاف کے مسائل واحکام

مسئلہ : اعتکاف کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) جماعت والی مسجد میں ٹھہرنا (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا، پس بے مقصد وارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے ہیں۔ چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے۔ لہٰذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا (۳) حیض ونفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔

مسئلہ : اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، سنت موکدہ، مستحب۔

واجب: واجب وہ ہے جس کی نذر کی جائے، نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بلا کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

سنت موکدہ کفایہ: سنت موکدہ وہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں نبی ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے مگر یہ سنت موکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔

مستحب:

مستحب وہ ہے کہ وہ اس عشرہ رمضان کے آخری عشرے کے سوا کسی اور زمانہ میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ ہو اعتکاف کرے۔اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مقدار نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ : اعتکاف واجب کیلئے صوم شرط ہے، جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا ہوگا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ بھی لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کرسکے تو کسی اور مہینہ میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ : حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں، یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا، اس لیے کہ اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، پس اس کی قضا بھی نہیں۔ پہلی قسم: اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا: ضرورت عام ہے، خواہ طبعی ہو یا شرعی۔ طبعی ضرورت جیسے پاخانہ، پیشاب، غسل جنابت، کھانا کھانا جبکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز۔

مسئلہ : جس ضرورت کے لیے اعتکاف کی مسجد سے باہر جانے کے بعد فارغ ہو کر وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے زیادہ قریب ہو۔ مثلاً پاخانہ کے لیے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہے اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے۔ ہاں اگر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو اور دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر جمعہ کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے، تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

مسئلہ : بھولے سے بھی اپنے اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ : جو عذر کثیر الوقوع نہ ہو، ان کیلئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافی اعتکاف ہے۔ مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کیلئے یا آگ بجھانے کے لیے یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

مسئلہ : جمعہ کی نماز کے لیے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا جائز ہے، اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے، یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ : اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے، تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کرکے لے جائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکال دے۔

دوسری قسم

ان افعال کو جو اعتکاف میں ناجائز ہے، جماع وغیرہ کرنا خواہ عمدا کیا جائے یا سہواً (بھولے سے) اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا جو افعال کہ تابع جماع کے ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا، وہ بھی حالتِ اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تاوقتیکہ منی خارج نہ ہو، ہاں اگر ان افعال سے منی کا خراج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا، البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ : حالتِ اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بے ضرورت خرید وفروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا، ہاں جو کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید وفروخت کرنا جائز ہے مگر مبیع (بیچنے والی چیز کا) مسجد میں لانا کسی حال جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو، ہاں اگر مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔

مسئلہ : حالتِ اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے، ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے، جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے۔

خلاصہ: چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔